OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

مذہب کی قدامت اور حقیقت: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں ایک تنقیدی و تحقیقی مطالعہ
The Antiquity and Reality of Religion: A Critical and Research-Based Study in the Light of Islamic Teachings

Prof. (r) Dr. Muhammad Idrees Lodhi
Former Chairman, Department of Islamic Studies & Director, Seerat Chair, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan
Email: idreeslodhi46@gmail.com
Shahida Kanwal
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan
Email: hirzjawad@gmail.com

Abstract
This research paper presents a comprehensive study of the antiquity and reality of religion, examining its definition, historical continuity, and intrinsic human necessity through the lens of Islamic teachings. The concept of religion is as ancient as the universe itself, as the entire cosmos operates in submission to divine injunctions. The study begins by analyzing various definitions of religion provided by both Muslim and non-Muslim scholars, including Edward Burnett Tylor, Immanuel Kant, Arthur Schopenhauer, and Muslim thinkers such as Imam Ghazali, Muhammad Abduh, Allama Iqbal, and Maulana Maududi. It then distinguishes between the Arabic term "Dīn" and the commonly understood notion of "madhhab" (religion), highlighting that Islam is not merely a religion but a complete and comprehensive way of life (Dīn) that governs every

CC BY

aspect of human existence—spiritual, moral, social, economic, political, and legal. The paper explores the meaning and concept of "Dīn" in the Qur'an, including its various connotations: obedience, judgment, sovereignty, state law, and justice. The study further demonstrates the necessity of religion from multiple perspectives: rational, historical, intellectual, natural (fiṭrah), civilizational, moral, spiritual, social, psychological, and scientific. It argues that religion, particularly Islam, fulfills fundamental human needs for meaning, purpose, emotional stability, moral guidance, and spiritual contentment. The research concludes that while Muslims may have shortcomings in practice, the reality of Islam as a divine and complete system remains unchanged, and its relevance for humanity is timeless and universal. The paper emphasizes that the decline of Muslims is not due to any deficiency in Islam but rather due to the departure of Muslims from authentic Islamic teachings.

Key Words: Religion, antiquity, reality, Dīn, Islam, human necessity, Islamic teachings

تعارف موضوع

مذہب کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ کائنات، کیونکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر تسلیم کئے ہوئے ہے اور مذہب کی حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر جھکا دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اَفَغَیۡرَ دِیۡنِ اللّٰہِ یَبۡغُوۡنَ وَلَہٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّکَرۡهًا وَّاِلَیۡهِ یُرۡجَعُوۡنَ [1]

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب نے رغبت یا بے بسی کے ساتھ اللہ کی فرمانبرداری قبول کرلی ہے۔"

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ [2]

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت اور جانور بھی۔"

یہ آیت سجدہ ہے، سجدہ کیجئے

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا [3]

"اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں، خوشی سے بھی اور مجبوری سے بھی۔"

یہ آیت سجدہ ہے، سجدہ کیجئے

یہ آیات ثبوت ہیں کہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے نظام کی پابند ہے۔ انسان اول حضرت آدمؑ کو جب زمین پر اتارا گیا تو انہیں بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تاکید کی گئی تھی اور نافرمانی کے برے انجام سے خبردار کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ٥ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ [4]

"اور ہم نے یہ بھی کہا کہ یہاں سے اتر پڑو پھر اگر ہماری طرف سے ہدایت آجائے تو جو بھی اس کا اتباع کرلے گا اس کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا پھر آدم علیہ السّلام نے پروردگار سے کلمات کی تعلیم حاصل کی اور ان کی برکت سے خدا نے ان کی توبہ قبول کرلی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔"

قرآن حکیم اور عقل سلیم کی رو سے دین اسلام اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ یہ کائنات، انسانیت کے حوالے سے اول حضرت آدمؑ سے ہی اس دین حق کا آغاز ہوا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دین کا تصور محدود ہو کر مذہب کے دائرہ تک مخصوص و محدود ہو گیا، مذہب کی چند تعریفیں درج ذیل ہیں۔

مذہب کی تعریفات:

ماہرین مذہب نے ہر دور میں مذہب پر بحث کی اس کے مقاصد اور ضرورت و اہمیت کو واضح کیا۔ عصر حاضر سمیت تاریخ کے ہر دور میں اہل علم کی مذہب پر بحث و تمحیص انسانی سماج میں مذہب کا ایک تازہ اور زندہ موضوع ہونا ثابت کرتا ہے۔ اس کی تعریف بیان کی، عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ انگریزی میں مذہب کے لئے ریلیجن (Religion) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ لاطینی زبان Religio سے بنا ہے جس کا معنی باندھنا، جوڑنا، احتیاط کرنا اور خوف کھانا ہے۔ کیونکہ مذہب میں انسان پوری احتیاط سے زندگی بسر کرتا ہے۔ برے انجام سے خوف کھاتا ہے۔ نیکی اور خیر کے ساتھ خود کو وابستہ کرتا ہے۔ اس لئے مذہب کے لئے (Religion) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ مذہب کا لفظ عربی زبان میں ایسے راستے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جس پر چلنے کے لئے انسان سفر کرتا ہے۔

مَذھَبٌ: اسمٌ مشتقٌ ہے اس کا فعل ذَھَبَ وہ گیا یَذھَبُ وہ جاتا ہے اس سے مراد وہ راستہ ہے جس پر انسان چلتا ہے۔ اس لئے مذہب کا لفظ مسلک اور عقیدہ کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔ ذھب سے ہی لفظ مذہب بنا گرامر کی رو سے مذہب اسم ظرف مکاں ہے یعنی ایسا اسم جو کسی جگہ کو ظاہر کرے لہذا مذہب سے مراد وہ راستہ جس پر لوگ چلتے ہوں پھر لفظ مذہب راستے، عقیدہ، مسلک طرز عمل ایمانی میں استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ مذہب سے مراد زندگی گزارنے کا طریقہ ب38ھی ہے۔ مشہور برطانوی مفکر (Edward Burnett Tylor) ای بی ٹیلر (وفات 1917) جو ماہر بشریات (Anthropologist) تھا اس کتاب میں وہ

مذہب کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ "Religion is the belief in spiritual beings." مذہب روحانی ہستیوں یعنی حقائق پر یقین کا نام ہے۔ [5] معروف جرمن فلسفی Immanuel Kant جس کا انتقال 1804 میں ہوا اس نے اپنی کتاب Religion within the Boundaries of Mere Reason جو جرمنی میں 1793 میں شائع ہوئی اس میں مذہب کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ [6] Religion is to regard every duty as a divine command یعنی ہر فرض کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر ادا کرنا مذہب ہے۔ اسی طرح ایک اور مشہور جرمن مفکر اور مصنف Arthur Schopenhauer (وفات 1860) اپنی کتاب The World as will and Representation مطبوعہ جرمن 1818 میں مذہب کی تعریف یوں بیان کرتا ہے۔ .Religion is linked to the idea of death مذہب موت کے تصور کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس کی بعض تحریروں میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں، Religion is associated with the concept of death ۔ مختلف مذاہب میں قربانی دعا اور عبادت کا تعلق بھی مذہب سے جوڑا جاتا ہے۔ یہ تینوں عنوانات مذہب اور علم بشریت (Anthropology) کا حصہ ہے۔ چنانچہ علم بشریت کی روسے مذہب صرف رسومات اور عبادات کا نام نہیں بلکہ سماجی اتحاد و یگانگت کا بھی ذریعہ ہے۔

مسلم مفکرین کی تعریفات مذہب:

مسلم مفکر ڈاکٹر غلام جیلانی برق (م 1985) اپنی کتاب الحاد مغرب اور ہم ص: 81 پر لکھتے ہیں کہ مذہب سے مراد وہ روحانی اور اخلاقی حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام علیہم السلام کی وساطت سے دی تھی [7]۔ یہ کتاب مکتبہ تعمیرِ انسانیت، اردو بازار لاہور سے 1979 میں شائع ہوئی۔ امام غزالی (م 505ھ) اپنی کتاب احیا العلوم، مطبوعہ دار الفکر بیروت 1985، ص:4 پر لکھتے ہیں کہ وَإِنَّ مَقْصُودَ الدِّينِ تَطْهِيرُ الْقَلْبِ وَتَزْكِيَتُهُ وَالتَّوْبَةُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى [8] دل کی اصلاح اور اللہ کی طرف رجوع کا نام ہے۔

مفتی محمد عبدہؒ (م 1905 عیسوی) اپنی کتاب رسالۃ التوحید، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ 1951، میں لکھتے ہیں إِنَّ الدِّينَ مَوْضُوعُهُ تَكْمِيلُ نَوْعِ الإِنْسَانِ فِي أَفْرَادِهِ وَجَمَاعَاتِهِ، وَتَهْذِيبُ أَخْلَاقِهِ، وَإِصْلَاحُ مَعَاشِهِ وَمَعَادِهِ یقیناً [9] دین کا مقصد نسل انسانی کی تکمیل کرنا، ان کی اخلاقی اصلاح اور ان کی دنیا و آخرت کو بہتر بنانا ہے۔ مذہب کی تعریف کے حوالے سے علامہ محمد اقبال (م 1938 عیسوی) کا یہ قول بھی ملتا ہے Religion is not merely a collection of beliefs; rather, it is a living and practical spiritual experience. مذہب صرف عقائد پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک بھرپور اور متحرک روحانی تجربہ بھی ہوتا ہے۔ مولانا مودودی (م 1979 عیسوی) کی بعض کتب میں دین کی تعریف کے حوالے سے یہ تحریر ملتی ہے کہ Religion is a complete way of life that governs the entire life of a human being according to the law of God. مذہب ایک مکمل نظامِ حیات ہے جو آدمی کی مکمل زندگی کو اللہ تعالیٰ کے کے قوانین کے مطابق بناتا ہے۔

حاصل تعریفات:

مذہب کی ان تعریفات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی اخلاقی، روحانی زندگی کی ترقی اور اس کی بقا کے لئے مذہب بنیادی رہنمائی کے اصول عطا کرتا ہے۔ مذہب کا تعلق زندگی میں اچھے اعمال اور موت کے بعد اچھے انجام کے ساتھ ہے لیکن اگر اس زندگی میں عقائد اور اعمال درست نہ ہوئے تو موت کے بعد کی زندگی کی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس حوالے سے اسلام بھی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو انسان کی فکری اور عملی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ ہر گوشے میں ہر پہلو

سے رہنمائی کرتا ہے اور یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ اسلام ہر طرح کے نقص اور خامی سے پاک ہے لیکن مسلمانوں کی بے عملی اور علمی کی وجہ سے مہذب دنیا اسلام پر یقین نہیں رکھتی۔

دین کا معنی و مفہوم:

دین اسم مصدر ہے اس کا مطلب بدلہ دینا اور اطاعت کرنا ہے۔ اسی لئے قرض دینے والے کو دائن اور قرض لینے والے کو مَدِین کہا جاتا ہے۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی عدل و انصاف ہے کیونکہ مکمل عدل و انصاف روز قیامت کو ہی ممکن ہے اس لئے روز قیامت کو یوم الدین کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ یعنی بدلے کے دن کا مالک اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے کہ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ[10] یعنی پھر اس کے بعد (اے انسان!) تجھے جزا کے دن کا انکار کس چیز نے پر آمادہ کیا۔"

دین بمعنی غلبہ:

عربی زبان میں دین کا ایک معنی غلبہ اور تسلط بھی ہے۔ یعنی کسی کو اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا مستقل پابند کرنا اس کو کو انگریزی میں Dominance، Supremacy، Control بھی کہا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَهُ الدِّیۡنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَیۡرَ اللّٰهِ تَتَّقُوۡنَ[11]

" اور اسی کے لئے زمین و آسمان کی ہر شے ہے اور اسی کے لئے دائمی اطاعت بھی ہے تو کیا تم غیر خدا سے بھی ڈرتے ہو۔"

دین بمعنی ریاستی قانون:

دین کا ایک معنی قرآن حکیم میں ریاستی قانون بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت یوسفؑ کے پاس جب ان کے بھائی مصر میں غلہ لینے کے لئے آئے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے چھوٹے بھائی بن یامین کو اپنے پاس مصر روکنا چاہتے تھے لیکن اس وقت کے مصری قانون کے مطابق وہ کسی غیر مصری کو مصر میں نہیں ٹھہرا سکتے تھے۔ اس حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے کہ مَا کَانَ لِیَاۡخُذَ اَخَاهُ فِیۡ دِیۡنِ الۡمَلِکِ[12] یعنی بادشاہ کے قانون / نظام کے مطابق وہ اپنے بھائی کو نہیں روک سکتا تھا۔ مولانا احمد رضا بریلویؒ (م 1921) نے دین الملک کا ترجمہ بادشاہی قانون کیا ہے۔ مارماڈیوک پکتال Muhammad Marmaduke William Pickthall (م1936) نے اس کا انگریزی ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔ "He could not have taken his brother according to the king's law unless Allah willed." گویا اس آیت میں دین الملک کا ترجمہ لاٹو دی کنگ یعنی لا آف دی لینڈ کیا گیا ہے۔ اس طرح دین سے مراد ریاستی قانون بھی ہے۔ اسی طرح سورۃ النور کی آیت نمبر 2 میں فرمایا گیا ہے کہ Fornicator یعنی بدکردار مرد و عورت کو سو کوڑے مارے جائیں اور اللہ تعالیٰ کا قانون ان پر نافذ کرتے ہوئے ان پر ترس مت کھاو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ ۪ وَّلَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ۚ وَلۡیَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ[13]

”زناکار عورت اور زناکار مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ اور خبردار دین خدا کے معاملہ میں کسی مروت کا شکار نہ ہو جانا اگر تمہارا ایمان اللہ اور روزِ آخرت پر ہے اور اس سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔“

جس کا انگریزی ترجمہ مولانا عبد الماجد دریابادی (م 1978) نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

"The adulteress and the adulterer, flog each of them (with) a hundred stripes, and let not pity for them detain you from obedience to Allah, if you believe in Allah and the Last Day, and let a party of believers witness their chastisement."

دین بمعنی انصاف:

قرآن حکیم میں دین کا لفظ انصاف کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِیعنی نصاف کے دن کا مالک ہے، سورۃ الصافات میں ارشاد ہوا ہے کہ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ[14] یعنی اور وہ کہیں گے: ہائے ہماری بربادی! یہ تو جزا و سزا کا دن ہے ۔ اسی طرح سورۃ انفطار میں بیان ہوا ہے کہ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ 0 ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِیعنی اور تم کیا جانو کہ انصاف (جزا) کا دن کیا ہے؟ پھر تم کیا جانو کہ انصاف کا دن کیا ہے؟ اس کا انگریزی ترجمہ مولانا عبد الماجد دریابادی نے یوں کیا ہے، "And what will make thee comprehend what the Day of Requital is? Again, what will make thee comprehend what the Day of Requital is?"

قرآن حکیم میں استعمال ہونے والے لفظ دین کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ (م 1979) لکھتے ہیں

”عربی زبان میں لفظ ”دین“ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے ایک معنی غلبہ اور استیلا (Ascendancy یعنی بالادستی) کے ہیں دوسرے معنی اطاعت اور غلامی کے، تیسرے معنی جزا اور بدلے کے چوتھے معنی طریقے اور مسلک کے، یہاں لفظ اسی چوتھے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی دین سے مراد طریق زندگی یا طرز فکر و عمل ہے جس کی پیروی کی جائے یہ خیال رہے کہ قرآن محض دین نہیں کہہ رہا ہے بلکہ الدین کہہ رہا ہے۔ اس سے معنی میں وہی فرق واضح ہو جاتا ہے جو انگریزی زبان میں (this is a way of life) کہنے کے بجائے (this is the way of life) کہنے سے واقع ہوتا ہے یعنی قرآن دعویٰ یہ نہیں ہے کہ اللہ کے نزدیک اسلام ایک طریق زندگی ہے بلکہ اس کا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام ہی حقیقی اور صحیح زندگی یا طرز فکر و عمل ہے۔ پھر بھی یہ ذہن نشین رہے کہ قرآن اس لفظ کو کسی محدود معنی میں استعمال نہیں کرتا بلکہ وسیع ترین

معنی میں استعمال کرتا ہے۔ طریق زندگی سے سے اس کی مراد زندگی کے کسی
خاص پہلو یا کسی خاص شعبے کا طریق نہیں بلکہ پوری زندگی کا طریق ہے۔ الگ الگ
ایک ایک شخص کی انفرادی زندگی ہی کا طریق نہیں بلکہ بحیثیت مجموعی سوسائٹی کا
طریق بھی ہے ایک خاص ملک یا ایک خاص قوم یا ایک خاص زمانے کی زندگی کا
طریق نہیں بلکہ تمام زمانوں میں انسانوں کیانفرادی اور اجتماعی زندگی کا طریق
ہے۔" [15]

اسلام کا معنی و مفہوم:

عربی زبان میں اسلام کا معنی جھک جانا، اطاعت قبول کرنا، خود کو کسی کے سپرد کرنا ہے۔ قرآن حکیم میں دین حق کے لئے الاسلام کا لفظ استعمال کیا ہے اس کا معنی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنا، اس کی اطاعت قبول کرنا، اس کے قانون کو تسلیم کرنا، اس پر عمل کرنا، اس کو نافذ کرنا اس کو قائم کرنا ہے اور اگر وہ نافذ اور قائم ہو تو اسے نافذ اور قائم رکھنا یہ اسلام کا حقیقی و قرآنی مفہوم ہے۔ چند آیات اور احادیث ملاحظہ ہوں۔

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ [16]

"ہاں! جو شخص اپنا رخ اللہ کے سپرد کردے اور وہ نیکوکار ہو۔"

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ [17]

"بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔"

وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ [18]

"اور اس سے بہتر دین کس کا ہے جو اپنا آپ اللہ کے سپرد کردے۔"

وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗ اِلَى اللّٰهِ [19]

"اور جو شخص اپنا رخ اللہ کے سپرد کردے۔"

اسلام کے اس قرآنی معنی مفہوم کو دل سے تسلیم کرنے اور عمل سے ثابت کرنے والے کو قرآن حکیم میں مسلم کہا گیا ہے، اور یہ نام اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ماننے والوں کے لئے خود تجویز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا [20]

"یہی تمہارے بابا ابراہیم علیہ السّلام کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس
قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گزار رکھا ہے"

قرآن حکیم میں مرتے وقت تک خود کو مسلم بننے اور کہلانے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ [21]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرنا
مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"

ان تمام آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا معنی اطاعت و فرمانبرداری، ملکی قانون، لائف سٹائل، ضابطہ حیات، امن و سلامتی اور خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا یعنی اس کے ہر حکم اور ہر قانون پر دل کی آمادگی کے ساتھ عمل کرنا ہے۔

اسلام مذہب نہیں دین ہے:

اسلام مذہب نہیں بلکہ دین ہے مذہب زندگی میں عقائد عبادات اخلاقیات اور رسومات کو بیان کرتا ہے جب کہ اسلام عقائد، عبادات اخلاقیات اور تہذیبی اصولوں کے ساتھ ساتھ سیاسی نظام معاشی نظام تعلیمی نظام عسکری نظام قانونی نظام عدالتی نظام سماجی نظام خاندانی نظام روحانی نظام طبی نظام سمیت نظام طہارت اور نظام عبادات یعنی تمام گوشہ ہائے حیات شعبہ ہائے حیات اور موت کے بعد کی زندگی کے متعلق بھی مکمل فکری رہنمائی قرآن حکیم میں اور عملی رہنمائی اسوہ رسول میں واضح کر دی گئی ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم میں اسلام کے لئے دین کا لفظ استعمال ہوا ہے مذہب کا لفظ نہیں بولا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ [22]

"دین، اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے اور اہل کتاب نے علم آنے کے بعد ہی جھگڑا شروع کیا ہے صرف آپس کی شرارتوں کی بناء پر اور جو بھی آیاتِ الٰہی کا انکار کرے گا تو خدا بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔"

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکمل دین اسلام عطا کیا لیکن لوگوں نے اپنی کم علمی اور گمراہی کی وجہ سے دین کو محدود کرتے ہوئے اسے مذہب بنا دیا۔ اسلام جس طرح اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اسی طرح یہ اللہ تعالیٰ کا مکمل ترین دین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [23]

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔"

پھر یہ بھی فرمایا کہ اسلام زندگی اور دنیا میں قائم ہونے اور غالب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے آج بھی اسلام فکری اور علمی طور پر دنیا میں غالب ہے اور مسلمان اسلام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مغلوب ہیں۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ [24]

"وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔"

اس آیت کی اہمیت کی وجہ سے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اسے تین مرتبہ بیان کیا ہے۔ یعنی سورۃ التوبہ، آیت نمبر:33، پارہ نمبر 10، سورۃ الفتح، آیت نمبر:28، پارہ نمبر:26، سورۃ الصف، آیت نمبر 9، پارہ نمبر 28۔

دین ومذہب ضرورت واہمیت:

معلوم شدہ تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں انسان نے کسی نہ کسی مذہب کو اختیار نہ کیا ہو۔ حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک ہر انسان اور گروہ کا صحیح یا غلط کوئی نہ کوئی مذہب رہا ہے۔ اس لئے عقلی تاریخی علمی فطری تہذیبی اخلاقی روحانی سماجی طور پر ہمیشہ مذہب کی ضرورت محسوس کی گئی۔ فرد اور سوسائٹی نے اسے اختیار کیا اس لئے مذہب ہر لحاظ سے انسانی تمدن کی ناگزیر بنیادی ضرورت بلکہ مجموعہ ضروریات ہے۔

عقلی ضرورت:

عقل سلیم اور ذہن مستقیم کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو مذہب نے ہمیشہ انسان کی راہنمائی کی ہے۔ عقل و فکر کو درست سمیت عطا کی ہے۔ بھٹکنے اور گمراہ ہونے سے بچایا ہے۔ کیونکہ عقل اور مذہب دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا میں تضاد (Conflict, Clash) نہیں ہے۔ یہاں مذہب کی ضرورت کے حوالے سے مذہب سے مراد الہامی ضابطہ حیات ہے جو کہ دنیا میں ہدایت اور آخرت میں نجات کے لئے ضروری ہے۔ مذہب سے مراد ارباب مذہب کی وہ خامیاں اور گمراہیاں خرابیاں مراد نہیں جن میں اکثر مذہبی لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ [25]

"اور وہ (اللہ) گندگی ڈال دیتا ہے ان لوگوں پر جو عقل سے کام نہیں لیتے۔"

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ [26]

"اسی طرح اللہ اپنی آیات تمہارے لیے واضح کرتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔"

الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ ۖ وَأُولٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ [27]

"جو لوگ بات کو غور سے سنتے ہیں پھر اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی عقل والے ہیں۔"

پہلی آیت میں عقل سے کام نہ لینے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور دوسری آیت میں قرآن حکیم سے حصول ہدایت کے لئے عقل کی شرط بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح حدیث شریف میں بھی عقل مند آدمی کی تعریف کی گئی ہے اور عقل سے محروم شخص کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللّٰهِ[28] یعنی عقل مند (دانش مند) وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے، اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے لگ جائے اور اللہ سے (بے بنیاد) امیدیں باندھے رکھے۔

تاریخی ضرورت:

تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو انسانی تاریخ کا کوئی دور مذہب سے خالی نہیں رہا۔ انسان اول حضرت آدمؑ بذات خود اللہ تعالیٰ کے نبی تھے لہذا انسانیت کا آغاز مذہب سے ہی ہوتا ہے اور پھر حضرت آدمؑ سے لے کر حضور اکرم ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں سلسلہ نبوت یعنی مذہبی تعلیم اور اس کے ارتقاع کا سلسلہ جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا[29]

"اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا۔"

وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ[30]

"اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔"

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا[31]

"پھر ہم نے اپنے رسول ایک کے بعد ایک بھیجے"

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ[32]

"اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے"

ان آیات سے مذہب کے تاریخی تسلسل کا ثبوت ملتا ہے۔ حضور ﷺ کے بعد امت کو منصب نبوت کے بجائے کار نبوت اور مشن نبوت کا پابند کیا اس طرح قیامت تک مذہب اسلام کا تسلسل جاری رہے گا۔

علمی ضرورت:

علم انسانی شرف و منزلت کا راز ہے۔ انسان اول کو پیدا کرنے کے بعد سب سے پہلے اسے علم عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا [33] اور خدا نے آدم علیہ السّلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی۔ اسلام کی پہلی اور دوسری وحی علم کی اہمیت اور فرضیت کو بیان کرتی ہے۔

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ0 خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ0 اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ0 الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ0 عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ،[34]

"پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو جمے ہوئے خون (علق) سے پیدا کی، پڑھو اور تمہارا رب سب سے بڑا کرم کرنے والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

دوسری وحی سورۃ القلم میں بھی قلم کا ذکر ہے اس طرح علمی لحاظ سے بھی مذہب حقیقی یعنی اسلام انسانیت کی بنیادی ضرورت ہے۔ بہت سی احادیث میں علم کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ

مَنۡ سَلَكَ طَرِيۡقًا يَلۡتَمِسُ فِيۡهِ عِلۡمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيۡقًا اِلَى الۡجَنَّةِ[35]

"جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔"

مَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيۡرًا يُّفَقِّهۡهُ فِي الدِّيۡنِ[36]

"جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔"

صحیح معنوں میں دین اسلام ہی انسانیت کی تمام علمی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ لیکن اسلام کی عظمت کا اندازہ مسلمانوں کی بے عملی کو دیکھ کر نہیں بلکہ قرآن و سنت کی سچی اور حقیقی تعلیمات کی روشنی میں ہوتا ہے۔

فطری ضرورت:

ہوا پانی خوراک لباس رہائش آکسیجن انسان کے مادی وجود کی ضروریات ہیں، مذہب اسلام یعنی دین حق انسان کی فطری ضرورت ہے۔ مادی ضروریات کھانا پینا سونا انسان اور حیوان میں مشترک ہے۔ البتہ انسان کے مادی وجود کو صراط مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے روحانی اور اخلاق لحاظ سے انسانی فطرت اور مذہب کا تقاضا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [37]

"آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرتِ الٰہی ہے۔ جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقتِ الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس بات سے بالکل بے خبر ہے۔"

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيمَةَ، هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ [38]

"ہر بچہ فطرت (سلیم مزاج اور حق قبول کرنے کی صلاحیت) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے جانور صحیح سالم بچہ جنتا ہے، کیا تم اس میں کوئی کٹا پھٹا (عیب دار) دیکھتے ہو؟"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ إِذَا أَصَابَهُ الْمَاءُ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَمَا جِلَاؤُهَا؟ قَالَ: كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ [39].

"بے شک یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔"

عرض کیا گیا: "یا رسول اللہ ﷺ! ان کی صفائی کس چیز سے ہوتی ہے؟

فرمایا": کثرت سے موت کو یاد کرنے اور قرآن کی تلاوت سے"

جس طرح تیزابی اور نمکین ماحول کی وجہ سے المونیم خراب اور پانی لگنے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے اسی طرح غلط ماحول، غلط تربیت، غلط ذہنیت اور ناپاک بیمار خون سے انسانی صحت اور شخصیت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ یہی بات اس حدیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔

تہذیبی ضرورت:

تاریخ کے ہر دور کی طرح موجودہ دور اور آئندہ آنے والے ادوار میں انسانی تہذیب کی تشکیل اس کے ارتقا اس کی تکمیل اور تطہیر کے لئے مذہب کا کردار بنیادی نوعیت کا ہے۔ تہذیب کے بغیر اچھے فرد اور اچھی سوسائٹی کا تصور بھی ناممکن

ہے۔ تہذیب بھی انسانیت کو حیوانیت سے الگ کرتی ہے۔ مذہب میں تہذیب کا پہلو بہت واضح، غالب اور نمایاں ہوتا ہے۔ انسانی فرد اور سماج کی بقا تہذیب کے بغیر ممکن نہیں۔ اس حوالے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ[40] بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ وَقُوۡلُوا لِلنَّاسِ حُسۡنًا[41] اور لوگوں سے خوش اسلوبی سے بات کیا کرو۔ عمدہ اور پاکیزہ گفتگو بھی اعلیٰ تہذیب کی علامت ہے۔ دین اسلام نے بہتر پیرائے میں گفتگو کرنے کا حکم ہے۔

وَقُوۡلُوا لِلنَّاسِ حُسۡنًا[42] "اور لوگوں سے اچھی بات کہا کرو۔" فَقُوۡلَا لَہٗ قَوۡلًا لَّیِّنًا[43] "تم دونوں (موسیٰ اور ہارون) فرعون سے نرم بات کہنا۔" وَقُوۡلُوۡا لَهُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا[44] "اور ان لوگوں سے بھلی بات کہو۔" وَقُلۡ لَّهُمۡ فِيۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَوۡلًاۢ بَلِيۡغًا[45] "اور ان سے ایسی بات کہو جو ان کے دلوں میں اثر کر جائے۔" وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا[46] "اور سیدھی، درست بات کہا کرو۔" فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا[47] "پس والدین سے اُف تک نہ کہو، نہ جھڑکو، اور ان سے عزت کے ساتھ بات کرو۔" فَقُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا[48] "تو ان سے نرم اور سہل بات کہہ دیا کرو۔" وَقُلۡ لِّعِبَادِيۡ يَقُوۡلُوا الَّتِيۡ هِيَ اَحۡسَنُ[49] "اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہی بات کہا کریں جو سب سے بہتر ہو۔" وَاغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِكَ ؕ اِنَّ اَنۡكَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِيۡرِ[50] "اور اپنی آواز پست رکھو، بے شک سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔" لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِيِّ[51] "اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔" وَاِذَا حُيِّيۡتُمۡ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ اَوۡ رُدُّوۡهَا[52] "اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دو یا کم از کم ویسا ہی لوٹا دو۔" وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الۡجٰهِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا[53] "اور جب جاہل لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں۔" وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ[54] "اور جھوٹی بات سے بچو۔" كُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ[55] "سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔" "تقویٰ اور اچھی گفتگو سے تہذیب کی تشکیل اور تکمیل ہوتی ہے۔ مذہب تقویٰ اور عمدہ گفتگو کا ماخذ و مرکز ہے۔

اخلاقی ضرورت:

مذہب انسانی کی تمام اخلاقی ضروریات، تعلیمات، عادات، معاملات تعلقات کی اصلاح کرتا ہے۔ لہذا اخلاقی لحاظ سے بھی ہر دور میں مذہب انسانیت کی ضرورت رہا ہے۔ دین اسلام میں اعلیٰ اخلاقیات کو انسانیت کی معراج کہا ہے جیسا کہ سورۃ القلم میں ارشاد ہوا ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ[56] "اور بے شک آپ (ﷺ) عظیم اخلاق کے مرتبے پر فائز ہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ مَا مِنۡ شَيۡءٍ اَثۡقَلُ فِي الۡمِيۡزَانِ مِنۡ حُسۡنِ الۡخُلُقِ[57]، قیامت کے دن میزان میں حسنِ اخلاق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ دوسری جگہ آپ کا فرمان ہے کہ اِنَّ مِنۡ خِيَارِكُمۡ اَحۡسَنَكُمۡ اَخۡلَاقًا[58] تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

تمام اخلاق حسنہ کی معراج اور عملی نمونہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔ لہذا مذہب کی ان پاکیزہ تعلیمات پر عمل حضور ﷺ کی اطاعت کے بغیر ناممکن ہے۔ قرآن حکیم مذہب کا فکری اور نظری احادیث سیرت، مذہب کا عملی اور متحرک رول ماڈل ہے۔

روحانی ضرورت:

انسان جسم اور روح کا مرکب ہے، روح اصل ہے اور جسم عارضی اور اس کا کور ہے۔ جسم میں اگر روح نہ ہو تو انسان لاش ہے اور جسم کے بغیر روح کا ٹھکانہ محال ہے۔ چنانچہ انسانی شرف کی اصل وجہ اس کا مادی وجود نہیں کیوں کہ مادی وجود تو

حیوانات بھی رکھتے ہیں۔ مذہب انسان کی مادی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس کے روحانی وجود کی بقا ارتقا اور حفاظت و بلندی کا ذریعہ ہے۔ قرآن کریم ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ[59] خبردار! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ سورۃ الحجرات میں بھی ارشاد ہوا ہے کہ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ[60] لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور اسے مزین کر دیا، اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً[61]، اے مطمئن روح! اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو (اس سے) راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔

انسانی زندگی میں روحانی سکون اور ضرورت اہمیت کے حوالے سے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ[62] بے شک اللہ تمہاری شکلوں اور مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ[63] خبردار! جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے، اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے، اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سن لو! وہ دل ہے۔

سماجی ضرورت:

سماج انسانی کی فطری عقلی ناگزیر ضرورت ہے۔ مذہب سماجی زندگی کی تشکیل و تعمیر اس کی اصلاح و تطہیر کے حوالے سے انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ بالخصوص اسلام میں تو معاشرتی اور سماجی زندگی کی اہمیت پر بے حد زور دیا گیا ہے۔ اسے ہر دور کے انسان کی ضرورت سمجھا گیا ہے۔ انسانی سماج کا آغاز حضرت آدم اور حضرت ہوا سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا[64] لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو، اور رشتوں (قرابتوں) کو بگاڑنے سے بچو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگہبان ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ[65] انسانو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تم میں شاخیں اور قبیلے قرار دیئے ہیں تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو بیشک تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ محترم وہی ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے اور اللہ ہر شے کا جاننے والا اور ہر بات سے باخبر ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ[66] سلام کو پھیلاؤ اور (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ، اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو، اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

انسانی معاشرہ ایک دوسرے کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ یہ مذہبی عقلی فطری تعلیمات معاشرے کے قیام ترقی اس کے تحفظ اور تسلسل کو یقینی بناتی ہیں۔ چنانچہ مذہب کے بغیر انسانی معاشرہ کا تصور ادھورا ہے۔

نفسیاتی ضرورت:

نفسیات علم کا وہ شعبہ ہے جس میں جانداروں (انسان اور جانور) کے **طرز عمل (Behavior)، ذہنی عمل (Mental Processes)** یعنی ان کے محسوسات، جذبات اور سوچنے سمجھنے کے طریقوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔
ماہرین کہتے ہیں کہ نفسیات اُس علم کو کہا جاتا ہے جو آدمی اور حیوانات کے ذہنی، احساسات، سوچ اور جذبات اور طرز عمل کا مطالعہ کرتا ہے۔ مشہور ماہر نفسیات William James (م 1910) اپنی کتاب Principles of Psychology میں لکھتے ہیں کہ نفسیات ذہنی زندگی کا سائنسی مطالعہ ہے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ Psychology is the science of mental life[67] (Principles of Psychology) یہ کتاب Henry Holt and Company، نیویارک میں سن 1890 میں شائع ہوئی۔
انسان کے ذہنی رجحانات دماغی، میلانات اور طرز عمل کی تعمیر و تشکیل اور ان کی تربیت کے لئے مذہب یعنی دین اسلام بہترین رہنمائی کرتا ہے۔ انسان کے (Mental Stress) ذہنی دباو اور Anxiety یعنی اضطراب بے چینی کو دور کرنے یا کم کرنے کے لئے مذہب یعنی دین حق اسلامی تعلیمات پر عمل کی ضرورت ہے۔ اس سے انسان کو حوصلہ صبر، ایمان یقین توکل نصیب ہوتا ہے۔ انسان کو سہارا ملتا ہے۔ William James (م 1910) نے لکھا ہے کہ

Religion, meets deep human needs for meaning, comfort, and moral direction in life. Without it, many individuals struggle to find emotional stability and purpose.[68] (The Varieties of Religious Experience, William James (1902),

زندگی کی گہری معنی خیز اخلاقی انسانی ضروریات کی تکمیل اور رہنمائی کرتا ہے۔ مذہب کی راہنمائی کے بغیر انسان جذباتی توازن اور مقصد حیات کی تلاش میں مشکلات کا سامنا کرتا ہے۔
دین اسلام ایک آفاقی دین ہے اور قرآن حکیم صحیح معنوں میں ایک یونیورسل ڈاکومنٹ ہے (Universal Document) قرآن حکیم میں وہ غیر مسلم جو حق سمجھتے، حق بیان کرتے ہیں ان کی تعریف کی ہے اور فرمایا ہے کہ تمام غیر مسلم یکساں غلط نہیں بلکہ ان میں حقیقت پسند لوگ بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

> لَيْسُوا سَوَاءً ۗ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ[69]
>
> یہ سب برابر نہیں ہیں۔ اہلِ کتاب میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو (حق پر) قائم ہیں، وہ رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور وہ سجدہ کرتے رہتے ہیں۔

مذہب کی سائنسی ضرورت:

مذہب اللہ تعالیٰ کا روحانی اور اخلاقی سائنس اللہ تعالیٰ کا مادی قانون ہے۔ سائنس حواس خمسہ سے حاصل ہونے والے خدا کے مادی قوانین ان کی علمی تشکیل اور ان سے مادی قوانین اخذ کرتی ہے۔ مشاہدہ اور تجربہ کی بنیاد پر حقائق دریافت کرتی ہے اور تسخیر کائنات کی قوت وصلاحیت انسان میں پیدا کرتی ہے۔ سائنسی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو بھی مذہب (دین حق اسلام) سائنس کی تائید کرتا ہے اور سائنسی علوم کے حصول کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ [70]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

سائنس تجربہ اور مشاہدے کا علم ہے۔ قرآن حکیم میں تجربہ اور مشاہدہ کو اہل عقل کی لازمی خصوصیت قرار دیا گیا ہے۔ اس آیت میں تخلیق کائنات پر غور کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے۔ ایک اور آیت میں ترک تجربہ اور مشاہدہ پر تعجب اور حیرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ [71]

"کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ انہیں کیسے پیدا کیا گیا؟ اور آسمان کی طرف کہ اسے کیسے بلند کیا گیا؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ انہیں کیسے گاڑا گیا؟ اور زمین کی طرف کہ اسے کیسے ہموار کیا گیا؟ پس آپ نصیحت کرتے رہیں، بے شک آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔"

یہ قول بلیغ کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا قول اور کائنات اللہ تعالیٰ کا فعل ہے لہذا اللہ تعالیٰ کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے جو علمی اور سائنسی شواہد اور نشانات بیان کئے وہ سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ درست ثابت ہو رہے ہیں المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت کو نہ قرآن حکیم کی حقیقت کا علم ہے اور نہ ہی سائنس اور قرآن کے حقیقی تعلق کا شعور ہے۔ سائنسی طریق کار نظریہ مشاہدہ تجربہ اور اخذ نتائج و تشکیل نتائج کے مراحل طے کرتا ہے مذہب بھی غور و فکر تدبر فکر و دانش اور شواہد سے حقائق تک پہنچنے کے سفر کا نام ہے۔ اس کی بہترین مثال حضرت ابراہیمؑ کا وہ واقعہ ہے کہ جب انہوں نے سورج چاند ستاروں پر غور و فکر کے بعد توحید کا حقیقی شعور حاصل کیا[72] اور پرندوں کو پکڑ کر ان سے مانوس ہوئے پھر انہیں ذبح کیا اور پھر حکم الہیٰ سے جب انہیں دوبارہ زندہ ہو کر ان تک پہنچے۔[73]

خلاصہ:

اس پوری علمی بحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ تاریخی لحاظ سے مذہب کو (دین اسلام) کو سائنس پر فوقیت حاصل ہے، مذہب انسان کی اخلاقی، سماجی روحانی، ذہنی آبیاری کرتا ہے۔ تربیت کرتا ہے۔ دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کی ہدایت اور آخرت میں نجات کی راہ دکھاتا ہے۔ بنیادی مشکل یہ ہے کہ دین حق اسلام (مذہب) میں کوئی کمی کوتاہی غیر علمی غیر تحقیقی بات نہیں مسلمانوں کی موجودہ پستی اخلاقی گراوٹ تعلیمی پسماندگی تحقیقی زوال علمی خلا معاشی بدحالی سیاسی عدم استحکام تہذیبی مرعوبیت سائنسی میدان میں اغیار کی محتاجی باہمی خانہ جنگی مذہبی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے دنیا کے سامنے اسلام کا روشن چہرہ پیش نہیں کیا جاسکا اس لئے اسلام اور مذہب کے حوالے سے دنیا کے ترقی یافتہ افراد اور سماج میں مذہب کی ضرورت کو محسوس نہیں کیا جاتا۔ کمی کوتاہی خرابی مذہب میں نہیں ارباب مذہب میں ہے۔ پسماندہ اسلام نہیں مسلمان ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ علم و تحقیق اخلاق و مروت معاشی خود کفالت سیاسی استحکام سائنسی ترقی کے

لئے کام کیا جائے اغیار کی محتاجی اور قرضوں سے نجات حاصل کی جائے دنیا کے سامنے اسلام کا حقیقی روشن چہرہ پیش کیا جائے مسلکوں اور فرقوں سے نکل کر دین اسلام امت اور انسانیت کی فلاح وتربیت کا عملی نمونہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا جائے۔اقبال نے کہا تھا کہ

1۔ پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغام سجود — پھر جبیں خاک حرم سے آشنا ہو جائے گی[74]

2۔ تیرے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے — مسلماں سے حدیث سوز و سازِ زندگی کہہ دے[75]

حوالاجات

[1] ۔القرآن،3:83

[2] ۔القرآن،22:18

[3] ۔القرآن،13:15

[4] ۔القرآن،38-39:02

[5] Edward Burnett Tylor, Primitive Culture, London, United Kingdom,1870۔

[6] Friedrich Nicolovius, . Immanuel Kant, Religion within the Boundaries of Mere Reason, German,1818,

[7] ۔ڈاکٹر غلام جیلانی(م1985)،اپنی کتاب الحاد مغرب،مکتبہ تعمیرِ انسانیت،اردو بازار لاہور1979،ص:81

[8] ۔امام غزالی(م505ھ)،احیاالعلوم،مطبوعہ دار الفکر بیروت1985،ص:4

[9] ۔مفتی محمد عبدہؒ(م1905عیسوی)،رسالۃ التوحید،دار احیاء الکتب العربیہ،قاہرہ

[10] ۔القرآن،7:95

[11] ۔القرآن،16:52

[12] ۔القرآن،12:76

[13] ۔القرآن،24:2

[14] ۔القرآن،37:20

[15] ۔مولانا مودودیؒ(م1979)،کتابچہ دین حق،مطبوعہ اسلامی پبلی کیشن لاہور،صفحہ نمبر4-5

[16] ۔القرآن،2:112

[17] ۔القرآن،3:19

[18] ۔القرآن،4:125

[19] ۔القرآن،31:22

[20] ۔القرآن،22:78

[21] ۔القرآن،3:102

[22] ۔القرآن،3:19

[23] ۔القرآن،5:3

[24] ۔القرآن،5:33

[25] ۔القرآن،10:100

[26] ۔القرآن،2:242

[27] ۔القرآن،39:18
[28] ۔جامع الترمذی، کتاب:صفۃ القیامۃ، حدیث نمبر:2459
[29] ۔القرآن،16:36
[30] ۔القرآن،34:24
[31] ۔القرآن،23:44
[32] ۔القرآن،10:47
[33] ۔القرآن،2:31
[34] القرآن،96: 1تا5
[35] ۔ صحیح مسلم، کتاب:الذکروالدع، حدیث نمبر2699
[36] ۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، حدیث:71
[37] ۔القرآن،30:30
[38] ۔ صحیح بخاری، کتاب القدر، حدیث:1358
[39] ۔مشکٰوۃ المصابیح، باب الرقاق، حدیث:2168
[40] ۔القرآن،15:13
[41] ۔ القرآن،2:83
[42] ۔القرآن،2:83
[43] ۔القرآن،20:44
[44] ۔القرآن،4:5
[45] ۔القرآن،4:63
[46] ۔القرآن،33:70
[47] ۔القرآن،17:23
[48] ۔القرآن،17:28
[49] ۔القرآن،17:53
[50] ۔القرآن،31:19
[51] ۔القرآن،49:2
[52] ۔القرآن،4:86
[53] ۔القرآن،25:63
[54] ۔القرآن،22:30
[55] ۔القرآن،9:119
[56] ۔القرآن،68:4
[57] ۔سنہ ابی داود، کتاب الادب، ح:4799
[58] ، صحیح بخاری، کتاب الادب، حدیث:3559
[59] ۔سورۃ الرعد، آیت نمبر28، پارہ نمبر13
[60] ۔القرآن،33:7

[61] ۔القرآن89: 27-28
[62] ۔ صحیح مسلم، کتاب: البروالصلۃ والآداب، حدیث:2564
[63] ۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث:52
[64] ۔القرآن،4:1
[65] ۔القرآن،49:13
[66] ۔جامع الترمذی، کتاب:صفۃ القیامۃ، حدیث:2485
[67] ۔ William James (م1910), Principles of Psychology, Henry Holt and Company, New Yourk,1980
[68] William James (م1910). The Varieties of Religious Experience, Longmans, Green & Co. New York 1902
[69] ۔القرآن،3:113
[70] ۔القرآن،3:190
[71] ۔القرآن،88: 17-21
[72] ۔القرآن،6: 74-82
[73] ۔القرآن،2:260
[74] ۔علامہ اقبال، بانگ درا، نظم طلوع اسلام، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور1986
[75] ۔علامہ اقبال، بال جبرئیل، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور1986